قرآن یورپ میں کیونکر پہنچا

(ھُدیٰ)

ولید کی خلافت کے زمانے میں موسیٰ بن نصیر افریقہ کا گورنر تھا جس کے جنرل طارق نے ۹۲ھ میں جبل الطارق پر اسلامی جھنڈے کا پھریرا لہرایا اور پھر یورپ کو وہ چیز دی جس کا نام قرآن ہے۔ یہیں سے سیدونیا کارموران، ملاغہ، غرناطہ اور قرطبہ، الجزیرس اور استارگا میں قرآن مجید پہنچا۔ موسیٰ خود بھی قرآن ہاتھ میں لیے ہوئے آگے بڑھا اور سیویل، میدرڈ اور ٹولیڈو کو فتح کرتا ہوا فرانس میں وارد ہوا اور پیرنیز تک بڑھتا ہوا چلا گیا۔

قرآن کا خاصہ ہے کہ ایک مرتبہ جو کوئی اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے پھر اس کا چھوڑنا مشکل ہی نہیں بلکہ محال ہو جاتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ جس قدر زیادہ اس کی طرف توجہ ہوتی ہے وہ اتنا ہی محیر العقول اور دلچسپ ہوتا جاتا ہے۔ ہسپانیہ کے نصرانی اس سے کیونکر بچ سکتے تھے۔ یہاں کے باشندے قرآن کے مطالعہ سے اکثر تو خود مسلمان ہو گئے اور جو مسلمان نہیں ہوئے ان کا بھی یہ حال تھا کہ وہ جس ذوق و شوق سے قرآن مجید کی طرف متوجہ تھے اس کو دیکھ کر کلیسا تک چیخ اٹھا اور پادری صدائے احتجاج بلند کرنے پر مجبور ہوئے۔ ان حالات کو دیکھ کر اسلام کے متعصب دشمن الوارو کو بھی قرآن کی فصاحت و بلاغت کے متعلق یہی کہتے بن پڑا کہ عیسائی بھی اس کو پڑھتے اور تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اور طلیطلہ کے اسقف الیپاندوس نے اس اصول کو کہ "انسانی مسیح حقیقی نہیں بلکہ محض بیٹا بنا لینے سے خدا کا فرزند ہوا"، قرآن کی تعلیم کا نتیجہ قرار دیا گیا۔

قرآن کا چراغ جب کسی مقام پر روشن ہوتا ہے تو اپنے ماحول کو منور کر دیتا ہے اور

دور دور سے صحیح الفطرت پروانے پروانہ وار نثار ہونے کے لیے پہنچ جاتے ہیں۔ چنانچہ جرمن کا مشہور مصلح اعظم لوتھر المتولد ۱۴۸۳ء نے بھی قرطبہ اور طلیطلہ کا سفر کیا اور جب قرآن کی نورانی تعلیم سے اپنے دل و دماغ کو روشن کر چکا تو اس کتاب مقدس کا ایک نسخہ لے کر جرمنی کو واپس ہوا اور لاطینی ترجمہ کی مدد سے جرمنی زبان میں قرآن مجید کا سب سے پہلا ترجمہ پیش کیا۔

فرانس میں قرآن مجید گیارہویں صدی عیسوی سے پہلے پہنچا اور بارہویں صدی کی ابتدا میں قرآن کا لاطینی ترجمہ ہوا اور اٹلی میں چودہویں صدی میں اور جرمنی میں پندرہویں صدی عیسوی میں قرآن کی مجلدات پہنچیں۔

اگرچہ تاریخ کا یہ صفحہ مسلمانوں کو قیامت تک خون کے آنسو رلاتا رہے گا کہ ہسپانیہ کے دس لاکھ مسلمان باشندے ملک بدر کیے گئے "مگر عدو شرے بر انگیزد کہ خیر ما در آں باشد" ان جلا وطن مسلمانوں کے ساتھ قرآن بھی تھا اور پھر یہ یورپ کے جس گوشے میں گئے قرآن کو لیتے گئے اور نتیجہ یہ ہوا کہ انجیل والوں کے گھروں میں قرآن بھی نظر آنے لگا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اگر خلیفہ ولید نے عین وقت پر موسیٰ کے ساتھیوں کو واپس نہ بلا لیا ہوتا تو آج ترکوں کی طرح سارے کے سارے نصرانی بھی مسلمان ہو گئے ہوتے اور کیا عجب ہے کہ قدرت نے اس کو کسی اور بہتر موقع کے لیے اٹھا رکھا ہو۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ۝

مذاہبِ عالم کی صحیح تاریخ

ایک بادشاہ نے اپنے ایک ایلچی کے ہاتھ اپنی رعایا کیلئے ایک وقت میں جس قانون کو مناسب خیال فرمایا روانہ کیا۔ رعایا نے قبول کیا اور عمل پیرا ہوئی۔ پھر اسی بادشاہ نے کچھ مدت کے بعد دوسرے ایلچی کے ذریعہ ایک دوسرا دستور العمل نافذ کرایا۔ اسیطرح مسلسل کئی ایلچی آئے اور اخیر میں ایک آخری ایلچی کے واسطے سے ایک آخری دستور العمل سونپا گیا۔ اب اُس قوم کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جو ایک ایلچی اور ایک قانون کو تو مانتی ہے اور دوسرے ایلچی اور دوسرے قانون سے سرتابی کرتی ہے؟ غور کرو تو مذاہب عالم کی بھی صحیح تاریخ یہی ہے!!!

مصلح